حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

حافظ ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، دمشقی رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اہل سنت کے بڑے امام ہیں۔ علمی دنیا میں آپ کو ''عماد الدین'' کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ مشہور مفسر اور عظیم مؤرخ ہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ الْفَقِيهُ الْمُحَدِّثُ الْأَوْحَدُ الْبَارِعُ عِمَادُ الدِّينِ ...... فَقِيهٌ مُتْقِنٌ، وَمُحَدِّثٌ مُتْقِنٌ، وَمُفَسِّرٌ نَقَّالٌ، وَلَهُ تَصَانِيفُ مُفِيدَةٌ يَدْرِي الْفِقْهَ وَيَفْهَمُ الْعَرَبِيَّةَ وَالْأُصُولَ، وَيَحْفَظُ جُمْلَةً صَالِحَةً مِنَ الْمُتُونِ وَالتَّفْسِيرِ وَالرِّجَالِ وَأَحْوَالِهِمْ.

''آپ رحمہ اللہ امام، فقیہ، محدث، بے مثال، متقی و پرہیز گار اور دین کے ستون تھے۔ ......آپ رحمہ اللہ پختہ کار فقیہ اور محدث تھے، سلف کی تفاسیر کے ناقل تھے۔ آپ نے کئی عمدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ فقہ اسلامی سے گہرا لگاؤ تھا، عربیت اور اصول فقہ سے واقف تھے۔ آپ احادیث، رواۃ حدیث اور ان کے حالات کے حافظ تھے۔''

(المُعجم المُختَصّ بالمحدثین، ص 74)

❁ حافظ ابن ناصر الدین رحمہ اللہ (۸۴۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّينِ ثِقَةُ الْمُحَدِّثِينَ عُمْدَةُ الْمُؤَرِّخِينَ عَلَمُ الْمُفَسِّرِينِ .

''شیخ، امام، علامہ، حافظ، عماد الدین، ثقہ محدث، عمدہ مؤرخ اور بہترین مفسر تھے (ابن کثیر رحمہ اللہ)۔''(الرّدّ الوافر، ص 92)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَخَذَ عَنِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ فَفُتِنَ بِحُبِّهِ وَامْتُحِنَ لِسَبَبِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْإِسْتِحْضَارِ حَسَنَ الْمُفَاكَهَةِ سَارَتْ تَصَانِيفُهُ فِي الْبِلَادِ فِي حَيَاتِهِ وَانْتَفَعَ بِهَا النَّاسُ بَعْدَ وَفَاتِهِ .

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے محبت کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رحمہ اللہ بیدار مغز اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ کی تصانیف آپ کی زندگی میں ہی چہار سو پھیل گئیں اور آپ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی لوگ ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔''(الدُّرر الكامنة :445/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) کہتے ہیں:

كَانَ قُدْوَةَ الْعُلَمَاءِ وَالْحُفَّاظِ، وَعُمْدَةَ أَهْلِ الْمَعَانِي وَالْأَلْفَاظِ، وَسَمِعَ وَجَمَعَ وَصَنَّفَ وَدَرَّسَ وَحَدَّثَ وَأَلَّفَ، وَكَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ عَظِيمٌ فِي الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ وَالتَّارِيخِ وَاشْتُهِرَ بِالضَّبْطِ وَالتَّحْرِيرِ،

وَانْتَهٰى إِلَيْهِ عِلْمُ التَّارِيخِ وَالْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ، وَلَهُ مُصَنَّفَاتٌ عَدِيدَةٌ مُّفِيدَةٌ.

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علما اور حفاظ میں رہنما کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہل لغت کے یہاں بھی ایک بڑا مقام پایا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے علم حاصل کیا، اسے جمع کیا، کتابیں تصنیف وتالیف کیں، تدریس کی اور حدیث کا درس دیا۔ آپ کو حدیث، تفسیر اور تاریخ میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ ضبط وتحریر میں معروف تھے۔ تاریخ، حدیث اور تفسیر کے علم میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ کی کئی مفید تصانیف ہیں۔''(النّجوم الزّاهرة ليوسف بن تغري بردي: 123/11)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَهُ التَّفْسِيرُ الَّذِي لَمْ يُؤَلَّفْ عَلٰى نَمَطِهِ مِثْلُهُ.

''تفسیر ابن کثیر کی طرز پر کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔''

(ذيل طَبَقات الحُفاظ، ص 239)

❀ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ مِنْ أَكَابِرِ الْمُحَدِّثِينَ.

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے۔''

(الأسرار المرفوعة، ص 454)

❀ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حافظ ابن کثیر، جن کا مرتبہ مفسر، محدث اور مؤرخ کی حیثیت سے تمام امت میں مسلّم ہے۔''(خلافت وملوکیت، ص315)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب، محمد یوسف بنوری صاحب سے نقل کرتے ہیں:

''ایک تفسیر ابن کثیر......جس کے بارے میں ہمارے استاذ (حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ) فرماتے تھے: اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کرسکتی ہے، تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے۔ جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کردیتی ہے۔'' (علوم القرآن، ص506)

❁ مفتی تقی عثمانی صاحب خود فرماتے ہیں:

''ان میں سرفہرست تفسیر ابن کثیر ہے۔ یہ حافظ عماد الدین، ابوالفداء، اسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر الشافعی رحمہ اللہ (متوفی: ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو تفسیر ابن جریر کا خلاصہ کہنا چاہیے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا ہے، وہ تفسیر بالروایہ کا طریقہ ہے، یعنی ہر آیت کے تحت وہ پہلے اس کی تفسیر کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے مختلف کلمات یا جملوں کی تفسیر میں انہیں آنحضرت ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی جتنی روایات ملتی ہیں، وہ ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن ان سے پہلے کے جن مفسرین نے تفسیر بالروایہ کا طریقہ اختیار فرمایا ہے، مثلاً حافظ ابن جریر رحمہ اللہ، ابن مردویہ رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ انہوں نے تفسیری روایات کو صرف جمع کرنے کا کام کیا ہے۔ ان کی چھان پھٹک نہیں کی، لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ جلیل القدر محدث بھی ہیں اور روایات پر جرح وتنقید کے فن سے واقف ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اول تو ان ضعیف اور موضوع روایات کو بکثرت

چھانٹ دیا ہے، جو متقدمین کی کتابوں میں لکھی چلی آ رہی تھیں، دوسرے جو کمزور روایات وہ لائے ہیں، عموماً ان کی علل اسناد پر تنبیہ فرما دی ہے۔ تفسیر بالروایہ کی کتابیں اکثر وبیشتر اسرائیلیات سے لبریز ہیں، لیکن ایسی روایات کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا طرز عمل انتہائی محتاط، صاف ستھرا اور خالص قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اول تو اپنی کتاب میں اسرائیلی روایات زیادہ نقل نہیں کیں اور جہاں نقل کی ہیں، وہاں عموماً یہ بتا دیا ہے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں۔ بہرحال روایتی لحاظ سے تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ سب سے محتاط اور مستند تفسیر ہے۔ ...... تفسیر ابن کثیر نہایت جامع اور بے نظیر تفسیر ہے۔'' (علوم القرآن، ص501-502، تبصرے، ص173-174)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''تفسیر ابن کثیر تمام کتب تفسیر میں ممتاز ترین اور مستند ترین تفسیر ہے۔ ...... بہرکیف تفسیر ابن کثیر علم تفسیر کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے اور اسی لیے اہل علم ہر دور میں اس پر اعتماد کرتے اور اس کی قدر کرتے رہے ہیں۔'' (تبصرے، ص175)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنا تفسیری منہج بیان کرتے ہیں:

إِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا أَحْسَنُ طُرُقِ التَّفْسِيرِ؟ فَالْجَوَابُ : إِنَّ أَصَحَّ الطُّرُقِ فِي ذٰلِكَ أَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْآنُ بِالْقُرْآنِ، فَمَا أُجْمِلَ فِي مَكَانٍ فَإِنَّهُ قَدْ فُسِّرَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ، فَإِنْ أَعْيَاكَ ذٰلِكَ فَعَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْآنِ وَمُوَضِّحَةٌ لَهُ ...... إِذَا لَمْ نَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ، رَجَعْنَا فِي ذٰلِكَ إِلَى أَقْوَالِ

الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُمْ أَدْرٰى بِذٰلِكَ، لِمَا شَاهَدُوا مِنَ الْقَرَائِنِ وَالْأَحْوَالِ الَّتِي اخْتُصُّوا بِهَا، وَلِمَا لَهُمْ مِنَ الْفَهْمِ التَّامِّ، وَالْعِلْمِ الصَّحِيحِ، وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، لَا سِيَّمَا عُلَمَاؤُهُمْ وَكُبَرَاؤُهُمْ، كَالْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ...... إِذَا لَمْ تَجِدِ التَّفْسِيرَ فِي الْقُرْآنِ وَلَا فِي السُّنَّةِ وَلَا وَجَدْتَهُ عَنِ الصَّحَابَةِ، فَقَدْ رَجَعَ كَثِيرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ فِي ذٰلِكَ إِلٰى أَقْوَالِ التَّابِعِينَ.

''اگر کوئی پوچھے کہ بہترین طرزِ تفسیر کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں سب سے بااعتماد طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔قرآن میں ایک جگہ اجمال ہوتا ہے،تو دوسری جگہ اس کی تفسیر کر دی جاتی ہے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو،تو سنت کو دیکھا جائے گا۔سنت قرآن کی شرح اور وضاحت کرتی ہے۔......اگر قرآن یا سنت میں تفسیر نہ ملے،تو ہم اقوال صحابہ کی طرف رجوع کریں گے،وہ تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، نیز وہی واقعات وقرائن کے عینی شاہد تھے،صحابہ میں فہم تام،علم صحیح اور عمل صالح موجود تھا۔خاص طور پر علما اور کبار صحابہ،مثلاً خلفائے اربعہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔......اگر آپ کو قرآن،سنت اور اقوال صحابہ میں تفسیر نہ ملے،تو اکثر ائمہ اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''(مقدمة تفسير ابن كثير :1/7-10)